نماز جنازہ سے متعلق صحابہ کرام کی معمول بہا احادیث پر حافظ زبیر زئی کے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ

A critical review of Hafiz Zubair zai's objections to the Sahaabah's routine Baha'i hadiths regarding the funeral prayer

Dr.Mufti Hafiz Ali Nawaz
PhD, Department of Islamic studies, University of Faisalabad, Faisalabad
Dr.Hafiz.M.Mudassar Shafique
Assistant professor, faculty of social sciences, department of Islamic studies, Lahore Garrison University, Lahore
drmudassar@lgu.edu.pk
Dr.Shahnawaz
Lecturer Islamic studies, cadet college choa saiden, Cahakwal

ABSTRACT
As a source of Islamic law, the word hadith does not need much introduction in scholarly circles, it has always been of fundamental importance in Islam and significant work has been done on this subject in ancient and modern times. In Islamic sciences, reference is made only to the hadith and the sanad of jurisprudence is taken from the hadith itself and the truth is that no subject of Islam is complete without knowing it. Due to the multiplicity of conquests, when Islam began to spread in different tribes and remote areas, the Companions settled in different places. As a result, there was a shortage of people with knowledge of hadith. Gradually, falsehoods began to spread against the truth. People started fabricating hadiths for their own purposes and attributing it to the Holy Prophet (PBUH). In condemnation of virtue and opponents, to please the kings and careless speakers will start fabricating hadiths to add color to their speeches. With time, some people also denied the hadiths and some raised objections to these hadiths which were based on the daily routines of the Companions of prophet. One of them is Hafiz Zubair Ali Zai who objected to the daily hadiths related to the Companions of prophet. In this article, a scholarly answer has been given to these objections regarding Ahadith.
Keywords: Ordinary Baha'i Hadiths, Companions of prophet, Hafiz Zubair Ali Zai's Objections, Critical analysis

تعارف:

حدیث کا لفظ لغت میں جدید اور خبر کے معنیٰ میں آتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں حدیث کا لفظ متعدد معانی میں ملتا ہے جیسا کہ کلام کے طور پر استعمال ہوا ہے

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا[1] (اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے)

حدیث کا لفظ قرآن کے طور پر بھی آیا ہے

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ[2] (تو اس جیسا قرآن تو لے آئیں)

اصطلاح میں "مااضيف الى النبى صلى الله عليه وسلم من قول اوفعل اوتقريراووصف خلقى اوخلقى اواضيف الى الصحابى اوالتابعى-[3]

ہر وہ قول، فعل، اقرار یا خلقی اور خُلقی وصف جس کی نبی کریم ﷺ یا صحابی یا تابعی کی طرف نسبت ہو

اسلام کی بنیادی تعلیمات قرآن وحدیث کی صورت میں محفوظ ہیں۔اس نظریاتی و عملی دین کا مکمل نمونہ رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی ہے۔اسلام کے اساسی اصول اور بنیادی تعلیمات تو قرآن میں موجود ہیں جبکہ اس کی تشریح وتوضیح رسول اللہ ﷺ کی سنت اور احادیث مبارکہ ہیں یہ تشریح وتوضیح آپ کی ذاتی سوچ وفکر پر مشتمل نہیں بلکہ یہ بھی الہامی ہے۔حدیث اور علم حدیث کا موضوع رسول کریم ﷺ کی ذات جامع صفات ہے جملہ احادیث نبویہ میں آپ ﷺ کے اقوال وافعال اور حالات واسوہ کا بیان ہے جبکہ اس علم حدیث کے حاصل کرنے کی غرض وغایت اطاعت رسول ہے، جس کا حکم اللہ کریم نے خود قرآن میں دیا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ-[4](٢٠)

اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی اور اپنے اعمال کو باطل مت کرو

نبی علیہ السلام کے ارشادات آپ ﷺ کی ذات کی طرح ہی واجب الاحترام ہیں۔قرآنی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر پیغمبر کا اپنے اپنے دور میں یہی مقام رہا ہے۔جیسا کہ رب کائنات کا ارشاد ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ[5](٢١)

اور ہم نے رسول اسلئے بھیجے ہیں کہ ان کی اللہ کے اذن سے اطاعت کی جائے

قرآن مجید میں اکثر، اللہ کی اطاعت کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی اطاعت کو بھی ضروری ٹھہرایا گیا ہے اور کہیں صرف رسول کی اطاعت وپیروی کا ہی حکم ہے۔جس کا مطلب ہے کہ دینی نقطہ نظر سے قرآن کے پہلو بہ پہلو اسلام اور فقہ تقنین کا دوسرا سرچشمہ یا مصدر ثانی جس سے ایمان وعمل کے تقاضے مکمل ہوتے ہیں وہ اطاعت رسول ﷺ ہے۔جس کا واحد ذریعہ ہمارے پاس احادیث رسول ﷺ ہیں۔

حافظ زبیر علی زئی کا تعارف:

آپ کا نام، ابوطاہر، ابو معاذ محمد زبیر المعروف حافظ زبیر علی زئی بن مجدد خان اور ولادت ٢٧ ذی القعدہ ١٣٧٦ھ بمطابق ٢٥ جون ١٩٥٧ء بروز منگل ہوئی۔جب سے جامعہ اہل الحدیث حضرو کی بنیاد رکھی تب سے مسلسل

تدریس کرتے رہے، البتہ زندگی کے آخری دو سال جامعہ امام بخاری سرگودھا میں بھی پڑھایا، علاوہ ازیں مختلف جامعات میں علمی دورہ جات بھی کرواتے رہے ہیں۔ آپ کا مکتبہ ملک کے بڑے مکتبوں میں شمار ہوتا ہے، بہت ہی عالیشان اور جامع ونافع کتب خانہ ہے، جہاں بیٹھ کر شیخ نے علمی امور تسلسل سے سرانجام دیے اور ۵ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ بمطابق ۱۰ نومبر ۲۰۱۳ء بروز اتوار آپ نے وفات پائی۔[6] شیخ صاحب کے بارے میں ان کے قریبی شاگرد حافظ ندیم ظہیر لکھتے ہیں: "حافظ زبیر علی زئی بچپن ہی سے ذہین وفطین، کتاب وسنت اور وقت کی قدر کرنے والے تھے۔ ایک دن مجھ سے فرمانے لگے: ''جب میں چھوٹا تھا اور پرائمری سکول میں پڑھتا تھا تب مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا، اکثر ایسے ہوتا کہ والدہ ماجدہ کھانا دیتیں تو میں کتاب گود میں رکھے پڑھتے پڑھتے کھانا کھاتا، میری اس عادت سے والدہ پریشان ہو کر مجھ سے کتاب لے کر رکھ دیتی تھیں اور ڈانٹتے ہوئے کہا کرتیں: کم از کم کھانا تو کتاب پڑھے بغیر کھالیا کرو۔ اسی طرح سکول جاتے اور آتے ہوئے ایک کتاب میرے ہاتھ میں رہتی جسے میں پڑھتا رہتا۔[7]

معمول بہا احادیث پر محدثین کی آراء:

اللہ کریم نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے، انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، سب سے آخر میں ہمارے نبی ﷺ کو مبعوث فرما کر خاتم النبیین لقب عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کو أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ، قرار دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اتباع کا حکم فرمایا:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ[8]

جس نے رسول کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کا بہترین طریقہ ان کے فرامین پر عمل کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرامین یعنی احادیث مبارکہ جن میں صحیح، حسن اور ضعیف شامل ہیں، امت نے اپنے نبی ﷺ کے فرامین کو اپنا معمول بنایا ہے، محدثین کرام نے معمول بہا احادیث پر اپنی آراء دی ہیں۔ جن میں کسی نہ کسی طور پر نبی ﷺ کی احادیث پر عمل کرنا موجود ہے امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب میرے سامنے رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث بیان کی جائے اور میں اسے نہ لوں تو گواہ رہو کہ میری عقل زائل ہو چکی ہے۔[9] جو حدیث نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہو جائے، اس کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اسے ترک کرنا جائز نہیں۔"[10]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "جس نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث رد کی تو وہ شخص ہلاکت کے کنارے پر ہے۔" (ے)[11] بعض اوقات علماء اور صلحاء کے عمل کی وجہ سے بھی حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ یعنی جب محدثین کسی حدیث پر عمل کرنے کو اپنا معمول بنالیتے ہیں تو اس روایت میں مزید قوت آجاتی ہے جیسا امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، امام حاکم نیشاپوری (۴۰۵ھ) صلوٰۃ التسبیح کی صحت پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَمِمَّا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى صِحَّةِ هَذَا الْحَدِيثِ اسْتِعْمَالُ الْأَئِمَّةِ مِنْ أَتْبَاعِ التَّابِعِينَ إِلَى عَصْرِنَا هَذَا إِيَّاهُ وَمَوَاظَبَتُهُمْ عَلَيْهِ وَتَعْلِيمُهُنَّ النَّاسَ، مِنْهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ»[12]

ترجمہ: جس چیز سے اس حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اتباع تابعین سے لیکر ہمارے اس دور تک تمام ائمہ اس پر دوام کے ساتھ عمل کرتے رہے ہیں اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتے رہے ہیں ان ائمہ میں سے عبد اللہ بن مبارک بھی ہیں

علامہ ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

"امام ترمذی نے یہ حدیث روایت کی: حضرت علی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے آئے تو امام جس حال میں ہو (یعنی رکوع میں ہو یا سجدہ میں ہو) تو اِسی طرح کرے جس طرح امام کر رہا ہے، اور امام ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اس سند کے علاوہ یہ کسی اور سند سے مسنداً مروی نہیں ہے، اور اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔" علامہ نووی نے میرک سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور امام ترمذی اہل علم کے عمل سے اس حدیث کی تقویت کا ارادہ کر رہے ہیں۔"[13]

ابن حزم (م ۴۵۶ھ) امام اعظم کے متعلق کہتے ہیں:

"قال ابوحنيفة :الخبرالضعيف عن رسول الله ﷺ او ليمنا لقياسو لا يحلالقياسمعوجوده-[14]

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی خبر ضعیف، قیاس سے اولیٰ ہے۔ اور اس کے ہوتے ہوئے قیاس کرنا جائز نہیں ہے۔"

ابن قیم (م ۷۵۱ھ) امام اعظم کی طرف سے اس اصول پر مثالیں پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"امام ابو حنیفہ نے حدیث قہقہہ کو قیاس پر مقدم کیا ہے حالانکہ محدثین کا اس کے ضعف پر اجماع ہے، اور وضو والی حدیث کو قیاس پر مقدم کیا ہے حالانکہ اکثر محدثین اسے ضعیف قرار دیتے ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ حیض کی مدت دس دن والی حدیث کو قیاس پر مقدم کیا ہے۔ حالانکہ بالاتفاق یہ حدیث ضعیف ہے، اور دس درہم سے کم مہر نہیں والی حدیث کو قیاس پر مقدم کیا حالانکہ اس کے ضعیف بلکہ بطلان پر اجماع ہے۔'[15]

شیخ زبیر کی شدت پسندی:

شیخ زبیر کہتے ہیں کہ ضعیف روایات مردود ونا قابل عمل ہیں۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کون سی ضعیف روایات جن کو آپ نے ضعیف کہا ہے لیکن دوسرے محدثین تو اسے صحیح یا حسن مانتے ہیں۔اب کون سی ضعیف روایات مردود ہوں گی جن کو آپ تو ضعیف کہتے ہیں لیکن دوسرے محدثین صحیح کہتے ہیں،اور وہ کون سی صحیح روایات مانی جائیں گی جن کو آپ تو صحیح لیکن دوسرے محدثین ضعیف لکھتے ہیں،چنانچہ شیخ زبیر کے ہم مسلک اور ہم عصر عالم دین شیخ ناصر الدین البانی اور شیخ زبیر نے مشکوٰۃ المصابیح کی احادیث پر حکم لگایا ہے کہ یہ حدیث ضعیف اور یہ حدیث صحیح ہے۔چنانچہ ایک ہی روایت کو شیخ زبیر صحیح کہتے ہیں اور اُسی ہی روایت کو شیخ ناصر الدین البانی ضعیف لکھتے ہیں اب مشکوٰۃ المصابیح سے ہی کچھ روایات جن کو شیخ زبیر صحیح لیکن شیخ البانی ضعیف مانتے ہیں

شیخ زبیر صحیح	شیخ البانی ضعیف
۴۔ صحیح	ضعیف
۹۴۔ صحیح	ضعیف
۲۹۵۔ صحیح	ضعیف
۶۱۹۔ صحیح	ضعیف
۶۷۵۔ صحیح	ضعیف

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک معمول بہا احادیث اور حافظ زبیر زئی:

نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا کیسا؟

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ معمول رہا ہے کہ انہوں نے نماز جنازہ میں چار تکبیریں اور میت کیلئے دعائیں کی ہیں،جب کہ صحابہ کرام سے حمد اور درود کا ثبوت بھی ملتا ہے،نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا نبی علیہ السلام سے ثابت نہیں اور نہ ہی یہ عمل صحابہ کرام کے نزدیک معمول رہا ہے۔جبکہ دوسری طرف معمول بہا احادیث پر تنقید کرتے ہوئے شیخ زبیر علی زئی اپنی کتاب ہدیۃ المسلمین میں لکھتے ہیں:

> نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ قطعاً ثابت نہیں کہ سورہ فاتحہ کے بغیر جنازہ ہو جاتا ہے یا انہوں نے سورہ فاتحہ کے بغیر جنازہ پڑھا ہو۔جس روایت میں آیا ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جنازے میں قرأت نہیں کرتے تھے،اس سے مراد یہ ہے کہ جہری قرأت نہیں کرتے تھے۔[16]

شیخ زبیر نے جس طرح (نبی ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں کہ سورہ فاتحہ کے بغیر جنازہ ہو جاتا ہے) کا دعویٰ کیا ہے کیا ان کے پاس کوئی ایسی مرفوع روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھی ہو یا حکم دیا ہو یا کسی صحابی نے یہ کہا ہو کہ میں نے نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے سورہ فاتحہ پڑھی ہو؟ ایسی کوئی دلیل شیخ زبیر پیش نہیں کر سکے بلکہ اس کے الٹ کثیر تعداد میں روایات ہیں کہ نبی ﷺ نے جنازہ سورہ فاتحہ کے بغیر پڑھا اور صرف چار تکبیریں کہیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ ﷺ سے کئی ایک دعائیں بھی سنیں لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ میں نے نبی ﷺ سے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھتے سنا ہے۔ شیخ زبیر کے دیئے ہوئے دلائل کا ذکر ہم آخر میں کریں گے اس سے پہلے دیکھئے کہ نبی ﷺ نے بغیر سورہ فاتحہ کے نماز جنازہ پڑھائی ہے۔

نجاشی کی نماز جنازہ:

نبی ﷺ سے کثیر تعداد میں روایات ہیں کہ آپ ﷺ نے نجاشی کی وفات کی خبر دی جس دن وہ فوت ہوا، اور آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو کہا کہ آؤ نجاشی کا جنازہ پڑھتے ہیں، لیکن کسی ایک روایت میں سورہ فاتحہ کا ذکر نہیں۔ چنانچہ امام بخاری اپنی کتاب صحیح البخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي اليَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى المُصَلَّى، فَصَفَّ بِهِمْ، وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ»[17](٢)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس دن نجاشی کا انتقال ہوا اسی دن رسول اللہ ﷺ نے ان کی وفات کی خبر دی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید گاہ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے صف بندی کرائی اور چار تکبیریں کہیں۔

بخاری کی اس حدیث سے واضح ہوا کہ نماز جنازہ میں ضروری صرف چار تکبیریں ہیں، اس کے علاوہ دیگر مواقع پر آپ ﷺ نے دعائیں بھی کی ہیں لیکن کسی ایک دعا کو مخصوص نہیں کیا۔ نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح روایت ہے:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا» وَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: عَنْ سَلِيمٍ: أَصْحَمَةَ، وَتَابَعَهُ عَبْدُ الصَّمَدِ[18]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی تو چار تکبیریں کہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ بھی اپنی کتاب صحیح مسلم میں حضرت جابر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے حضرت نجاشی رضی اللہ کے جنازے کے متعلق روایت کرتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ، فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا»[19]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: بے شک رسول اللہ ﷺ نے اصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی پس اس میں چار تکبیریں تھیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى، وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ»[20]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس دن نجاشی کا انتقال ہوا اسی دن رسول اللہ ﷺ نے ان کی وفات کی خبر دی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید گاہ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے صف بندی کرائی اور چار تکبیریں کہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس دن حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اسی دین رسول اللہ ﷺ نے ان کی وفات کی خبر دی، امام نسائی رحمہ اللہ کی روایت میں مزید یہ ملتا ہے کہ آپ ﷺ مدینہ میں تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، ثُمَّ خَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى، فَصَفَّ بِهِمْ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ»[21]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس دن نجاشی کا انتقال ہوا، اسی دن رسول اللہ ﷺ نے ان کی وفات کی خبر دی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید گاہ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے صف بندی کرائی اور چار تکبیریں کہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: «نَعَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجَاشِيَّ لِأَصْحَابِهِ بِالْمَدِينَةِ، فَصَفُّوا خَلْفَهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ، وَكَبَّرَ أَرْبَعًا»[22]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں اپنے صحابہ کو نجاشی کی وفات کی خبر دی۔ انہوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صفیں بنائیں۔ آپ ﷺ نے جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں۔

اس طرح کی کئی اور روایات دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں جس میں واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی لیکن اس میں سورہ فاتحہ کا ذکر تک نہیں صرف چار تکبیریں۔ ان روایات سے تو صرف چار تکبیریں ثابت ہوتی ہیں۔ بعض دیگر روایات سے آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے دعائیں سنی ہیں، لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ میں نے سورہ فاتحہ سنی ہے۔

شوقِ نمازِ جنازہ:

رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا شوق سے جنازہ پڑھتے تھے اگر کسی کا جنازہ پڑھنے سے رہ جاتا تو آپ ﷺ اس کی قبر پر جا کر جنازہ پڑھتے اور اس میں بھی چار ہی تکبیروں کا ذکر ملتا ہے سورہ فاتحہ کا نام ونشان نہیں ملتا۔ چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ - أَوْ شَابًّا - فَفَقَدَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَ عَنْهَا - أَوْ عَنْهُ - فَقَالُوا: مَاتَ، قَالَ: «أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي» قَالَ: فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوا أَمْرَهَا - أَوْ أَمْرَهُ - فَقَالَ: «دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ» فَدَلُّوهُ، فَصَلَّى عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هَذِهِ الْقُبُورَ مَمْلُوءَةٌ ظُلْمَةً عَلَى أَهْلِهَا، وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِي عَلَيْهِمْ»[23]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ یا ایک نوجوان تھا، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اسے نہ پایا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس عورت یا اس مرد کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے کہا: وہ فوت ہو گیا ہے، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کیا تم لوگوں کو مجھے اطلاع نہیں دینی چاہیے تھی؟ راوی نے کہا: گویا ان لوگوں نے اس عورت یا اس مرد کے معاملے کو معمولی خیال کیا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اس کی قبر دکھائی۔ تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، پھر فرمایا: اہل قبور کے لئے یہ قبریں تاریکی سے بھری ہوئی ہیں اور میری ان پر نماز پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے لئے ان (قبروں) کو منور فرما دیتا ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ مزید اس واقعے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

«أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى قَبْرٍ بَعْدَمَا دُفِنَ، فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا»[24]

رسول اللہ ﷺ نے میت کے دفن کیے جانے کے بعد ایک قبر پر نماز جنازہ پڑھی اور آپ ﷺ نے اس پر چار تکبیریں کہیں۔

مجمع الزوائد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت موجود ہے، جس میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے قبر پر نماز جنازہ پڑھی تو ایک انصاری صحابی نے گزارش کی کہ میرے بھائی کی قبر پر بھی نماز جنازہ پڑھیں:

عَنْ أَنَسٍ «أَنَّ أَسْوَدَ كَانَ يُنَظِّفُ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ فَدُفِنَ لَيْلًا، فَأَتَى النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَأُخْبِرَ فَقَالَ: " انْطَلِقُوا إِلَى قَبْرِهِ "، فَانْطَلَقُوا فَقَالَ: " إِنَّ هَذِهِ الْقُبُورَ مُمْتَلِئَةٌ عَلَى أَهْلِهَا ظُلْمَةً، وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنَوِّرُهَا بِصَلَاتِي عَلَيْهَا "، فَأَتَى الْقَبْرَ فَصَلَّى عَلَيْهِ، وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ أَخِي مَاتَ وَلَمْ تُصَلِّ عَلَيْهِ، قَالَ: " فَأَيْنَ قَبْرُهُ؟ " فَأَخْبَرَهُ، فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَعَ الْأَنْصَارِيِّ فَصَلَّى». قُلْتُ: فِي الصَّحِيحِ طَرَفٌ مِنْهُ.[25]

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس شخص کی قبر پر تشریف لے گئے اور نماز جنازہ پڑھی اور ایک انصاری صحابی نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میرا بھائی بھی فوت ہو گیا ہے اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان کی نماز جنازہ میں شامل نہیں تھے، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کہاں ہے اس کی قبر؟ تو اس نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو خبر دی، پس آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس انصاری کے ساتھ چلے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

ان روایات سے بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ قبر پر جا کر بھی نماز جنازہ پڑھتے تھے اپنے امتی کی راحت اوراس کی قبر کو روشن کرنے کے لیے اورآپ ﷺ نے جو نماز پڑھی اس میں چار تکبیروں کا ذکر ہے۔ سورہ فاتحہ اگر فرض ہوتی تو ضرور صحابی اس کا ذکر کرتے۔

سماعتِ نمازِ جنازہ:

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی ﷺ سے نماز جنازہ میں کیا پڑھتے ہوئے سنا، اس کی تفصیل کتب حدیث میں موجود ہے۔ لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھی اور ہم نے سنی۔

وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: " اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ، فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ- قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: مِنْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ- وَعَذَابِ النَّارِ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ، اللَّهُمَّ فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ "، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: عَنْ مَرْوَانَ بْنِ جَنَاحٍ-[26]

واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول ﷺ نے ہمیں مسلمانوں میں سے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھائی تو میں نے سنا آپ ﷺ کہہ رہے تھے: اے اللہ! فلاں کا بیٹا فلاں تیری امان وپناہ میں ہے تو اسے قبر کے فتنہ سے بچالے۔ عبدالرحمٰن کی روایت میں الفاظ یوں ہیں: اے اللہ! وہ تیری امان میں ہے، اور تیری حفاظت میں ہے، تو اسے قبر کے فتنہ اور جہنم کے عذاب سے بچالے، تو وعدہ وفا کرنے والا اور لائق ستائش ہے، اے اللہ! تو اسے بخش دے، اس پر رحم فرما، تو بہت بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ نے رسول اللہ ﷺ سے نماز جنازہ ساعت کی لیکن انہوں نے نماز جنازہ میں رسول اللہ ﷺ سے سورہ فاتحہ نہیں سنی، اور جو انہوں نے سنا اس کی تفصیل بیان کر دی، اگر انہوں اس کے علاوہ کچھ سنا ہوتا تو ضرور بتاتے، معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ ابو ابراہیم اوران کے والد سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أَبُو إِبْرَاهِيمَ الأَشْهَلِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى عَلَى الجَنَازَةِ، قَالَ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَ أُنْثَانَا» قَالَ يَحْيَى، وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَزَادَ فِيهِ: «اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الإِيمَانِ»[27]

ابو ابراہیم اشہلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز جنازہ پڑھتے تو کہتے: اے اللہ! بخش دے ہمارے زندوں کو، ہمارے مردوں کو، ہمارے حاضر کو اور ہمارے غائب کو، ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے

بڑوں کو، ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں مزید الفاظ ہیں: اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھ، اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جسے موت دے اسے ایمان پر موت دے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ ابوابراہیم اوران کے والد کے واسطے سے روایت کررہے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے جو نماز جنازہ کسی مسلمان کا پڑھایا اس کا ذکر ہے اوراس میں جوانہوں نے سنا اس میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا موجود نہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ اپنی کتاب ''المستدرک'' میں نماز جنازہ کے متعلق لکھتے ہیں:

عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رُكَانَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ لِلْجِنَازَةِ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا قَالَ: «اللَّهُمَّ عَبْدُكَ، وَابْنُ أَمَتِكَ احْتَاجَ إِلَى رَحْمَتِكَ، وَأَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهِ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ، وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ» هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ «وَيَزِيدُ بْنُ رُكَانَةَ وَأَبُوهُ رُكَانَةُ بْنُ عَبْدِ يَزِيدَ صَحَابِيَّانِ مِنْ بَنِي الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ»[28]

یزید بن عبداللہ بن رکانہ بن مطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب نماز جنازہ پڑھانے کیلئے کھڑے ہوتے تو فرماتے: اے اللہ! یہ تیرا بندہ، تیری بندی کا بیٹا، تیری رحمت کا محتاج، اور تو بچالے اس کو اپنے عذاب، اگر یہ نیکوکار ہے تو تُو اس کی نیکیوں میں اضافہ فرمادے، اور اگر یہ گنہگار ہے تو تُو اس کے گناہ معاف فرمادے۔

امام حاکم رحمہ اللہ رسول اللہ ﷺ سے نماز جنازہ کا ذکر روایت کررہے ہیں اوراس روایت کو صحیح کہہ رہے ہیں، اس روایت میں رسول اللہ ﷺ نے جو نماز جنازہ پڑھائی ہے اس کی پوری تفصیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ پڑھانے کیلئے کھڑے ہوئے تو یہ پڑھا۔ جس میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کا ذکر ہی نہیں۔

نماز جنازہ کا طریقہ:

امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی کتاب (السنن الکبریٰ) میں اپنی سند کے ساتھ نماز جنازہ کا مکمل طریقہ لکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، وَكَانَ مِنْ كُبَرَاءِ الْأَنْصَارِ وَعُلَمَائِهِمْ وَمِنْ أَبْنَاءِ الَّذِينَ شَهِدُوا بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي " الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُخْلِصُ الصَّلَاةَ فِي التَّكْبِيرَاتِ الثَّلَاثِ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا خَفِيفًا حِينَ يَنْصَرِفُ، وَالسُّنَّةُ أَنْ يَفْعَلَ مَنْ وَرَاءَهُ مِثْلَ مَا فَعَلَ إِمَامُهُ " قَالَ الزُّهْرِيُّ: " حَدَّثَنِي بِذَلِكَ أَبُو أُمَامَةَ، وَابْنُ الْمُسَيِّبِ يَسْمَعُ فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيْهِ "، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَذَكَرْتُ الَّذِي أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ لِمُحَمَّدِ بْنِ سُوَيْدٍ، فَقَالَ: وَأَنَا سَمِعْتُ الضَّحَّاكَ ابْنَ قَيْسٍ يُحَدِّثُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ فِي صَلَاةٍ صَلَّاهَا عَلَى الْمَيِّتِ مِثْلَ الَّذِي حَدَّثَنَا أَبُو أُمَامَةَ۔[29]

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے جو کہ انصار کے بڑوں میں سے اوران کے علماء میں سے تھے، اوران صحابہ کی اولاد سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کا معرکہ لڑا، ان کو ایک صحابی نے خبر دی کہ نمازجنازہ میں امام تکبیر کہے ، پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے، اور تیسری تکبیر کے بعد دعامانگے اور پھر آہستہ سے سلام پھیر دے، اور یہ سنت ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی بھی ایسا ہی کریں۔

ابن شہاب کہتے ہیں: اسی طرح ابوامامہ اور ابن مسیب سے سنا ہے، کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے اس روایت کا ذکر محمد بن سوید سے کیا کہ ابوامامہ کہتے ہیں کہ سنت طریقہ یہ ہے (جو اُوپر گزرا) محمد بن سوید کہتے ہیں کہ میں نے ضحاک بن قیس سے سناوہ حبیب بن مسلمہ سے روایت کرتے ہیں ، اُسی طرح جس طرح ابوامامہ نے روایت بیان کی ہے۔

اس روایت میں امام بیہقی نے نمازجنازہ کا طریقہ بیان کیا ہے کہ تکبیر کہیں، درود پڑھیں اور تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کریں۔ اس میں راوی نے نمازجنازہ کا طریقہ بتاتے ہوئے سورہ فاتحہ کو چھوڑ دیا کونکہ اگر نمازجنازہ میں سورہ فاتحہ لازمی ہوتی تو اس کا ذکر ضرور کرتے معلوم ہوا کہ نمازجنازہ میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں۔

میت کے لئے دعا:

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی ﷺ سے نمازجنازہ میں جو سناوہ انہوں نے امت تک پہنچادیا، اگر انہوں نے نمازجنازہ میں سورہ فاتحہ کو سنا ہوتا تو وہ ضرور اس کا ذکر کرتے جیسا کہ حضرت ابوقتادہ اپنے والد سے روایت کررہیں ہیں:

عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى مَيِّتٍ قَالَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: " اللهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا، وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا، وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا، وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا، وَ أُنْثَانَا "، قَالَ: وَقَالَ أَبُوسَلَمَةَ مَعَ هَذَا الْكَلَامِ " مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ [30]"

عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ تھے جب آپ ﷺ نے ایک میت پر جنازہ پڑھا، میں نے سنا جو آپ ﷺ نے پڑھا: اے اللہ! بخش دے ہمارے زندوں کو، ہمارے مردوں کو، ہمارے حاضر کو اور ہمارے غائب کو، ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو، ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھ، اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جسے موت دے اسے ایمان پر موت دے۔

آپ ﷺ کے صحابی کہہ رہے ہیں، جو آپ ﷺ نے پڑھا وہ میں نے سنا۔ اور جو سنا وہ بتادیا، اگر انہوں نے اس کے علاوہ اور بھی کوئی دعا یا سورہ فاتحہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوتی تو ضرور اس کو بھی روایت کردیتے۔ معلوم ہوا کہ اس دعا کے علاوہ آپ ﷺ نے کچھ نہیں پڑھا۔ ہاں دیگر مواقع پر آپ ﷺ نے اور عاؤں کو پڑھا ہے۔ جس کو صحابہ کرام

نے روایت کیا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کوئی ایک مخصوص دعا نہیں پڑھتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جِنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: " اللهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ عَلَيْهِ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، وَ أَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَزَوْجَةً خَيْرًا مِنْ زَوْجَتِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِوَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ أَنَا ذَلِكَ الْمَيِّتَ "[31]

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پڑھایا تو میں نے آپ ﷺ کی دعا میں سے یہ یاد کر لیا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: اے اللہ! اسے بخش دے اس پر رحم فرما اور اسے عافیت دے، اسے معاف فرما اور اس کی باعزت ضیافت فرما اور اس (کے گناہوں) کو پانی، برف اور اولوں سے دھو دے، اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا اور اسے اس گھر کے بدلے میں بہتر گھر، اس کے گھر والوں کے بدلے میں بہتر گھر والے اور اس کی بیوی کے بدلے میں بہتر بیوی عطا فرما اور اس کو جنت میں داخل فرما اور قبر کے عذاب سے اور آگ کے عذاب سے اپنی پناہ عطا فرما۔ کہا: یہاں تک ہوا کہ میرے دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ یہ میت میں ہوتا!

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے نمازِ جنازہ میں جو سنا اس کا ذکر کیا، اور انہوں نے اپنی خواہش کا بھی اظہار کیا کہ "یہ میت میں ہوتا" اور آپ ﷺ کا بلند آواز سے پڑھنا یہ تعلیم کے لئے تھا تا کہ میرے صحابہ یہ دعائیں میری امت کو سکھائیں۔

ان تمام روایات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ ﷺ سے جو سنا وہ امت تک پہنچا دیا، اس میں کوئی ابہام نہیں رہا کہ انہوں نے جتنی بھی روایات بیان کی ہیں ان میں کہیں بھی سورہ فاتحہ کی تلاوت کے سننے کا بیان نہیں ہے۔

نمازِ جنازہ، دعا ہے:

شیخ زبیر اور ان کے ہم مسلک لوگ اکثر ابوداؤد کی یہ روایت پیش کرتے ہیں، جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ "[32]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھو تو خلوص دل سے اس کے لئے دعا کرو

اس روایت سے شیخ زبیر اور ان کے ہم مسلک علماء یہ ثابت کرتے ہیں کہ اس سے مراد نماز جنازہ میں دعا ہے، نہ کہ نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دعا۔ تو ثابت ہو جانا چاہیے کہ نمازہ جنازہ دعا ہے، اس میں قرات نہیں۔

نماز جنازہ اور صحابہ کرام کا معمول:

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے کا معمول تھا کہ وہ نمازہ جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد اللہ کریم کی حمد کرتے، دوسری تکبیر کے بعد آپ ﷺ پر درود بھیجتے، تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نماز جنازہ کیسے پڑھاتے تھے:

امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کس طرح نماز جنازہ پڑھاتے تھے، چنانچہ امام مالک اپنی کتاب ''موطا'' میں لکھتے ہیں:

مَالِكٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ. كَيْفَ يُصَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ؟فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا، لَعَمْرُ اللهِ، أُخْبِرُكَ. أَتَّبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا. فَإِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ. وَحَمِدْتُ اللهَ.وَصَلَّيْتُ عَلَى نَبِيِّهِ. ثُمَّ أَقُولُ: اللَّهُمَّ عَبْدُكَ، وَ ابْنُ عَبْدِكَ، وَ ابْنُ أَمَتِكَ. كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ. وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ. وَ أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ. اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِناً، فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ۔ وَإِنْ كَانَ مُسِيئاً، فَتَجَاوَزْعَنْ سَيِّئَاتِهِ. اللَّهُمَّ لاَ تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ. وَلاَ تَفْتِنَّا بَعْدَهُ.[33]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نمازِ جنازہ کیسے پڑھاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب جنازہ رکھا جاتا ہے تو میں پہلے تکبیر پڑھ کر اللہ کی حمد کرتا ہوں، پھر نبی ﷺ پر درود پڑھتا ہوں اور پھر میت کیلئے دعا کرتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو نماز جنازہ کا طریقہ سکھا رہے ہیں اس میں سورہ فاتحہ ذکر ہی نہیں، اگر سورہ فاتحہ کے بغیر نماز جنازہ نہیں ہوتی، تو آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا رائے رکھی جائے گی؟ جو نبی ﷺ کے تعلیم یافتہ ہیں۔ کیا وہ نبی ﷺ کی سنت کے تارک ہو سکتے ہیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز جنازہ فاتحہ کے بغیر پڑھاتے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نماز جنازہ پڑھاتے تو اس میں حمد سے شروع کرتے، پھر نبی ﷺ پر درود پڑھتے اور آخر میں میت کے لئے دعا کرتے، جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ " إِذَا صَلَّى عَلَى مَيِّتٍ يَبْدَأُ بِحَمْدِ اللَّهِ، وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَحْيَائِنَا وَأَمْوَاتِنَا، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا، وَاجْعَلْ قُلُوبَنَا عَلَى قُلُوبِ خِيَارِنَا "[34]

علاء بن مسیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نماز جنازہ پڑھاتے تو اللہ کی حمد سے ابتداء کرتے پھر نبی ﷺ پر درود بھیجتے، پھر میت کیلئے دعا کرتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمل بتارہا ہے کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں، اگر فرض یا سنت ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ ضرور پڑھتے۔ اور جو لوگ فتویٰ لگاتے ہیں کہ کہ سورہ فاتحہ کے بغیر جنازہ نہیں ہوگا، وہ ذرا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھی اس فتوے کو موڑیں کہ جتنے جنازے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھائے وہ نہیں ہوئے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں قراءت نہیں کرتے تھے:

مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَكَانَ لاَ يَقْرَأُ فِي الصَّلاَةِ عَلَى الْجِنَازَةِ.[35]

امام مالک نافع سے روایت کرتے ہیں اور نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔ (یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں قرآن کی تلاوت نہیں کرتے تھے) اس سند کو گولڈن چین (سلسۃ الذھب) کہتے ہیں، اس میں امام مالک ،نافع سے روایت کرتے ہیں اور نافع ڈائریکٹ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بتارہے ہیں۔ اصول حدیث کی کتب میں ایک بحث یہ بھی ہے کہ سب سے زیادہ صحیح ترین روایت کون سی ہے، کس حدیث کی صحیح ترین سند ہے۔ اس میں ایک رائے یہ بھی ہے کہ صحیح ترین روایت وہ ہے جس کی سند میں امام مالک رحمہ اللہ، حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کریں اور نافع حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرے۔ اس روایت کو صحیح ترین روایت کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ تو اس روایت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں وہ ساری خصوصیات ہیں۔ مالک، نافع، عبد اللہ بن عمر۔ اس لئے اس روایت کا درجہ بہت اعلیٰ ہے اس کو کوئی بھی ضعیف نہیں کہہ سکتا بلکہ یہ روایت صحیح ترین درجہ پر ہے۔ یہ واضح ہے کہ نماز جنازہ میں امام العاشقین حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں قرات نہیں کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی سنت سے بہت محبت کرتے تھے چنانچہ بخاری و مسلم میں کئی روایات ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ عمرہ کو جاتے ہوئے ان راستوں کو اختیار کرتے جن راستوں کو نبی ﷺ نے اختیار کیا۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سنتِ نبی ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے اگر نماز جنازہ میں تلاوتِ قرآن نبی ﷺ کے زمانہ میں ہوتی تو آپ ضرور کرتے۔

شیخ زبیر کا اس روایت کے متعلق یہ کہنا کہ اس سے مراد جہراً سورہ فاتحہ نہ پڑھنا ہے۔ اس دلیل میں کیا قرینہ ہے۔ آپ ایک واضح اور مفصل حدیث پر اس انداز سے تنقید کرتے ہیں، جو کہ ایک غیر منصفانہ طرز عمل ہے۔

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے نماز جنازہ میں قراءت کے متعلق سوال:

حضرت فضالہ بن عبید صحابی رضی اللہ عنہ سے نماز جنازہ میں قراءت کرنے کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ لِفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ: هَلْ يُقْرَأُ عَلَى الْمَيِّتِ شَيْءٌ؟ قَالَ: «لَا»[36]

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نمازجنازہ میں قرات قرآن کرنی چاہیے؟آپ نے فرمایا:جنازہ میں قراتِ قرآن نہیں کرنی۔

اس دلیل میں تو کوئی ابہام ہی نہیں رہا،جب صحابی سے پوچھا گیا کہ نمازجنازہ میں قرآن کی قرأت کرنی ہے کہ نہیں تو صحابی نے واضح الفاظ میں کہا:نہیں کرنی قرآن پاک کی تلاوت نمازجنازہ میں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا موقف:

جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوری وضاحت سے بیان کیا ہے کہ نمازجنازہ میں مخصوص کوئی قراءت ہمارے لئے مقرر نہیں کی گئی:

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَمْ يُوَقَّتْ لَنَا فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ قِرَاءَةٌ وَلَا قَوْلٌ، كَبِّرْ مَا كَبَّرَ الْإِمَامُ، وَ أَكْثِرْ مِنْ طِيبِ الْكَلَامِ.[37]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:ہمارے لئے نمازِجنازہ میں کوئی دعا مخصوص نہیں کی گئی،جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو،اور عمدہ گفتگو کثرت کے ساتھ کرو(یعنی حمد وثنا کے عمدہ الفاظ،درودپاک اور میت کیلئے اچھے الفاظ میں دعا۔امام ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کے رجال وہ ہی ہیں جو بخاری ومسلم کے رجال ہیں(یعنی یہ روایت صحیح ہے)

شیخین کا موقف:

شیخین یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نمازجنازہ میں کسی خاص چیز کو مقرر نہیں کرتے تھے،کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کسی خاص چیز کو نمازجنازہ میں مقرر نہیں کیا:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: ثنا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: «مَا بَاحَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَبُو بَكْرٍ، وَلَا عُمَرُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ بِشَيْءٍ»[38]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:نہ رسول اللہ ﷺ نے اور نہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور نہ ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نمازجنازہ میں کوئی چیز مقرر کی ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے بعد آنے والے خلیفۃ المسلمین نے کسی چیز کو نمازجنازہ میں مقرر نہیں کیا تو یہ بات واضح ہو گی کہ نمازجنازہ میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں۔

۳۰ صحابہ کا موقف:

پیارے نبی ﷺ کے تیس صحابہ کا موقف یہ ہے کہ وہ نماز جنازہ میں کسی خاص چیز کو مقرر نہیں کرتے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنَّهُمْ لَمْ يَقُومُوا عَلَى شَيْءٍ فِي أَمْرِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ»[39]

عمرو بن شعیب اپنے والد اور دادا سے روایت کرے ہیں کہ نبی ﷺ کے 30 صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی نماز جنازہ میں کوئی چیز مقرر و مخصوص نہیں کی۔

سورہ فاتحہ جنازہ میں مت پڑھو:

حضرت ابو بردہ صحابی رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کو منع کرتے:

سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَقْرَأُ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ؟ قَالَ: «لَا تَقْرَأْ»[40]

سعید بن ابی بردہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ایک شخص نے ان سے پوچھا: میں نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھوں؟ انہوں نے کہا: مت پڑھو۔

رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے، تیس صحابہ نے نماز جنازہ میں کسی خاص چیز کو مقرر نہیں کیا، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں قراءت نہیں کرتے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں ابتداء اللہ کریم کی حمد اور پھر رسول اللہ ﷺ پر درود اور میت کے لئے دعا کرتے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کا طریقہ بتایا کہ جب جنازہ رکھا جاتا ہے تو میں پہلے تکبیر پڑھ کر اللہ کی حمد کرتا ہوں، پھر نبی ﷺ پر درود پڑھتا ہوں اور پھر میت کے لئے دعا کرتا ہوں۔ ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں کوئی مخصوص دعا یا قراءت فرض نہیں۔ بلکہ پہلی تکبیر کے بعد اللہ کریم کی حمد، دوسری تکبیر کے بعد نبی ﷺ پر درود اور تیسری تکبیر کے بعد میت کے دعا اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام اور سلام کے بعد دعا جو کہ مستحب ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم نماز جنازہ پڑھ چکو تو میت کے لئے خلوص دل سے دعا کرو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ "[41]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھو تو خلوص دل سے اس کے لئے دعا کرو

شیخ زبیر کی پہلی دلیل:

شیخ زبیر بخاری کی مرسل روایت کو دلیل بناتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کی، جب آپ سے اس بارے پوچھا گیا تو آپ نے بتایا کہ یہ سنت ہے:

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ قَالَ: «لِيَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ»[42]

طلحہ بن عبید اللہ بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی۔ پھر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ سنت ہے۔

اس حدیث کی شرح شارحین نے کیا کی ہے اور اس میں سنت کا مطلب کیا ہے، اور آپ کا فرمان کہ («لِيَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ») کا مطلب کیا ہے ملاحظہ فرمائیں: امام ابن بطال رحمہ اللہ اس روایت کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”قال مالك: الصلاة على الجنازة إنما هو دعاء، وليس قراءة فاتحة الكتاب معمولاً بها ببلدنا. قال الطحاوى: يحتمل أن تكون قراءة من قرأ فاتحة الكتاب من الصحابة على وجه الدعاء لا على وجه التلاوة، وقالوا: إنها سُنَّة، يحتمل أن الدعاء سُنَّة، لما روى عن جماعة من الصحابة والتابعين أنهم أنكروا ذلك، ولما لم يقرءوا بعد التكبيرة الثانية دل أنه لا يقرأ فيما قبلها، لأن كل تكبيرة قائمة مقام ركعة، ولما لم يتشهد فى آخرها دل أنه لا قراءة فيها. [43]

> امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نماز جنازہ صرف دعا ہے، اس میں سورہ فاتحہ پڑھنا ہمارے شہروں میں معمول نہیں رہا، امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: احتمال ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کو بطور دعا کے پڑھا ہو نہ کہ بطور تلاوت۔ اور ان کا یہ کہنا کہ یہ سنت ہے، احتمال ہے کہ بے شک دعا سنت ہے (یعنی ان کا یہ کہنا کہ یہ سنت ہے اس سے ان کا مطلب کہ دعا کرنا سنت ہے اور یہ انہوں نے بطور دعا کے تلاوت کی ہو) جماعتِ صحابہ سے روایت ہے کہ وہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا انکار کرتے ہیں، اور دوسری تکبیر کے بعد قرات نہیں کرتے اور نہ ہی اس سے پہلے۔ اسلئے کہ ہر تکبیر ایک رکعت کے قائم مقام ہے، اور نہ اس کے آخر میں تشہد ہے، یہ بات بھی دلیل ہے کہ قرات نہیں۔“

شیخ زبیر اس روایت سے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کے پڑھنے کو فرض قرار دینا چاہتے ہیں، حالانکہ جس روایت کو دلیل کے طور پر پیش کررہے ہیں اس میں لفظ ہیں (انھاسنۃ) یہ ایک طریقہ ہے۔ اور شیخ زبیر اس سے فرضیت ثابت کررہے ہیں! اس حدیث میں ”لتعلموا“ کا لفظ قابل غور ہے اگر حضور ﷺ نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کو فرض یا سنت ٹھہرا لیا تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سورہ فاتحہ پڑھنے پر صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین عظام کو تعجب نہ ہوتا اور نہ ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کو عذر پیش کرنے کی ضرورت پڑتی کہ ”لتعلموا انھاسنۃ“ بلکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام ان کے لئے بالکل نیا تھا اور تعجب اس بات کی دلیل ہے یہ حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین عظام کی اتنی بڑی تعداد اس سے آشنا ہی نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس موقع پر سورہ فاتحہ پڑھنے کے تین احتمال ہیں بطور ثناء پڑھنا، بطور قرأت پڑھنا یا بطور دعا پڑھنا، سورہ فاتحہ کو بطور دعا کے نماز جنازہ میں پڑھنے کے دلائل و شواہد زیادہ قوی ہیں اور بطور قرأت کے احتمال پر اصرار کرنا جسے ترجیح بلا مرجح کہتے ہیں، جو کہ باطل ہے، اس لئے کہ اس احتمال میں بطور قرأت کو صراحتاً کسی قول و فعل نبوی ﷺ کی تائید حاصل نہیں بلکہ بہت سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے اس کا ممنوع ہونا ثابت ہے، تو بطور ثناء پڑھنا خود ہی متعین ہو گیا۔

اس روایت میں ''فقرأ بفاتحۃ الکتاب'' مذکور ہے ف تعقیب و تراخی کا تقاضا کرتی ہے تو اس سے تو اختلاف ہی ختم ہو گیا اور معنیٰ یہ بنا کہ آپ نے نماز جنازہ کے بعد بطور ایصالِ ثواب سورہ فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ یہ سنت ہے۔ اس سے تمام روایات میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے اور اختلاف ہی ختم ہو جاتا ہے اور یہ رائے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ہے: واحتمال وارد بر جنازہ بعد از نماز بقصد تبرک خواندہ باشد چنانچہ آلان متعارف است چنانچہ احتمال یہ ہے کہ کہ آپ (ابن عباس رضی اللہ عنہما) نے نماز جنازہ کے بعد جنازہ پر برکت کے لئے سورہ فاتحہ پڑھی جیسا کہ آج بھی رواج ہے۔[44] شیخ عبد الحق محدث دہلوی وہ شخصیت ہیں جن کی علمیت کے معترف شیخ زبیر کے اکابرین بھی ہیں، چنانچہ شیخ زبیر کے اکابرین میں سے مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں:

> ''مجھ عاجز کو آپ (شیخ عبد الحق محدث دہلوی) کے علم و فضل سے اور خدمت علمِ حدیث اور صاحب کمالات ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے۔ آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں۔''[45]

شیخ زبیر کے دوسرے بہت بڑے اکابر حکیم عبد الرحیم اشرف ایڈیٹر المنبر لکھتے ہیں:

> ''اللہ عزوجل کی حکمت نے تین عظیم المرتبت شخصیتوں کو پیدا فرمایا جو اس ظلمت کدہ میں اسلام کے مسخ شدہ چہرہ کو اپنی اصلی نورانیت کے جلوہ میں پھر سے ظاہر کریں۔ ان حضرات نے قرآن و سنت کے خشک سوتوں کو از سر نو جاری کر دیا۔ اسلام کے عقائد کو اس شکل میں پیش کیا جو داعی اسلام فداہ روحی ﷺ کے زمانہ میں پیش کئے گئے تھے۔ علماءِ سوء کو بے نقاب کیا گیا ان کی اجارہ داری کو چیلنج کیا گیا اور واشگاف کیا گیا کہ ان کے اقوال اس قابل تو ضرور ہیں کہ انہیں جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے لیکن اس لائق نہیں کہ اسلام کی تعبیر و تفسیر کے طور پر حجت شرعی بنا لیا جائے۔ یہ عظیم تجدیدی کارنامے تین پاکباز نفوس نے سرانجام دیے، ان کے اسم گرامی یہ ہیں۔ اول حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ جنہیں دنیائے اسلام مجدد الف ثانی کے لقب

سے یاد کرتی ہے۔ دوم شیخ عبد الحق محدث دہلوی جنہوں نے اس ملک میں حدیثِ نبوی ﷺ کے علوم کو عام کیا۔ سوم شیخ احمد بن عبد الرحیم جنہیں عالم اسلام شاہ ولی اللہ کے نام سے پکارتا ہے۔"[46]

شیخ زبیر کے اکابرین، شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے علم و شخصیت کے معترف نظر آتے ہیں، اوران ہی شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اس روایت کی شرح میں فرمایا کہ اس روایت سے مراد نماز جنازہ کے بعد سورہ فاتحہ پڑھ کر جو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے وہ مراد ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا کہ یہ سنت ہے، اس سنت سے مراد نبی ﷺ کی سنت یا سنت مسلوکہ ہے، اگر اس سے سنت نبی ﷺ مراد لیا جائے تو جن صحابہ کرام نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی بلکہ تعلیم ہی نہیں دی تو کیا ان کو اس سنت کا علم نہیں تھا جبکہ نبی ﷺ کے پیچھے نماز جنازہ پڑھتے رہے اوران روایات کو آگے پہنچاتے رہے۔ لھٰذا دوسرا معنیٰ ہی معتبر ہے کہ اس سنت سے مراد ایک طریقہ ہے، کہ سورہ فاتحہ کو بطور دعا کے پڑھنا یہ بھی ایک طریقہ ہے کیونکہ سورہ فاتحہ کا معنیٰ سورہ دعا بھی ہے اوراس سورہ میں اللہ کریم نے دعا سکھائی ہے۔ اور لفظ سنت عام ہے نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے طریقہ کو بھی سنت کہا گیا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين-[47]

تم پر میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے۔

پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے طریقہ کو بھی سنت کہا:

جلد النبی ﷺ اربعين و ابوبكر اربعين وعمر ثمانين وكل سنة-[48]

نبی کریم ﷺ نے شراب پینے والے کو چالیس کوڑے مارے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے مارے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی (۸۰) کوڑے مارے یہ سب سنت ہیں۔

محدث ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر کہ "کوئی صحابی سنت کا لفظ بولے تو مرفوع مراد ہو گی یا نہیں" کافی تفصیل سے لکھا ہے:

"یہ مسئلہ محل اختلاف تب ہو گا جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی صحابی ایسا کہے اور جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسا کہیں تو وہ یقیناً مرفوع ہے۔"[49]

مزید ابن احجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"جہاں تک امام شافعی رحمہ اللہ کا تعلق ہے آپ کے بھی اس مسئلہ میں دو قول ہیں، ایک قدیم اور ایک جدید، جدید قول کے مطابق ایسا نہیں کہ جب صحابی سنت بولے تو اس سے

مراد سنت رسول ﷺ ہو، اس میں اتفاق نقل کرنا(صحابی سنت بولے تو مرفوع ہوگا)اس میں نظر (اختلاف) ہے۔ ''[50]

امام سخاوی رحمہ اللہ اس مسئلہ کے بارے میں اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں کہ صحابی کا یہ کہنا کہ یہ سنت ہے اور اس سے یہ ثابت کرنا کہ نبی ﷺ کی سنت مراد ہے اس پر اجماع نہیں بلکہ مرفوع ہونا بھی ثابت نہیں یعنی یہ کام نبی ﷺ سے ہونا ثابت نہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''اور ان میں سے جو اس کے خلاف گئے ہیں جو ہم نے بیان کیا شافعیہ میں سے ابو بکر العرفی صاحب دلائل اور حنفیہ میں سے ابوالحسن کرخی اور صرف لفظ سنۃ میں امام شافعی ایک جدید قول کے مطابق جیسا کہ امام رافعی نے اس پر جرح کیا ہے، دونوں قول ان سے بیان کرنے کے ساتھ اور ایک پوری جماعت نے اس کو راجح کہا ہے بلکہ امام الحرمین نے تو البرہان میں اس مذہب کو محققین سے نقل کیا ہے (لفظ السنۃ سے مرفوع مراد ہونا ثابت نہیں)۔''[51]

امام ماردین بھی یہی لکھتے ہیں کہ: روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما میں رسول اللہ ﷺ کی سنت ہونے کی تصریح نہیں ہے۔[52]

شیخ زبیر کے اکابرین میں سے ابن حزم بھی ہیں چنانچہ ابن حزم روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں لکھتے ہیں: ''صحابی جب کہے کہ یہ سنت ہے یا ہمیں ایسا حکم دیا گیا ہے تو یہ مرفوع نہیں ہے (یعنی یہ حضور ﷺ کی سنت نہیں) اور نہ ہی یہ قطعی بات ہے کہ وہ نبی ﷺ کی طرف سے ہے اور کسی ایک سے بھی جو الفاظ ضروری نہیں ان کو آپ کی طرف منسوب کیا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ قول ہے اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل ہے۔''[53] شیخ زبیر کے اپنے ہی اکابرین ان کے ساتھ نہیں، مزید شیخ ابن حزم لکھتے ہیں کہ: ''پوری امت میں کسی کو بھی اس میں اختلاف نہیں کہ یہ اللہ کے نبی ﷺ سے واقعہ نہیں ہوا تو یہ سنت رسول ﷺ کیسے ہو سکتی ہے۔'[54]'

اس حدیث میں ''لتعلموا'' کا لفظ قابل غور ہے اگر حضور ﷺ نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کو فرض یا سنت ٹھہرالیا ہوتا تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سورہ فاتحہ پڑھنے پر صحابہ کرام علیہ الرضوان اور تابعین عظام کو تعجب نہ ہوتا اور نہ ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کو عذر پیش کرنے کی ضرورت پڑتی کہ '' لتعلموا انھا سنۃ'' بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام ان کے لئے بالکل نیا تھا اور یہ تعجب اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین عظام نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا بطور قرأت کو فرض، واجب یا سنت نہیں جانتے تھے اور نہ ہی اسے پڑھتے تھے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایسے اہم فرض سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کی اتنی بڑی

تعداد آشنا ہی نہیں، تو معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہوتا تو صحابہ کرام علیہ الرضوان اسے کبھی بھی پڑھنا نہ چھوڑتے۔

شیخ زبیر کی دوسری دلیل:

شیخ زبیر نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کے فرض ہونے پر دوسری دلیل یہ دیتے ہیں کہ:

«لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ»[55]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔

جب فاتحہ کے بغیر نماز نہیں تو نماز جنازہ بھی ایک نماز ہے لھذا اس میں بھی سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ شیخ زبیر کی یہ دلیل کہ «لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ»[56] جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں، اس حدیث پر صحابہ نے اور خود نبی ﷺ نے عمل نہ کرکے بتایا کہ یہ حدیث فرض عین نمازوں سے متعلق ہے، نہ کہ نماز جنازہ کے متعلق، جبکہ نماز جنازہ ایک دعا ہے۔

نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام:

شیخ زبیر علی زئی یہ موٗقف رکھتے ہیں کہ جیسے عام نمازوں میں دونوں طرف سلام پھیرنا مسنون ہے ایسے نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنے کی کوئی دلیل نہیں لہٰذا نماز جنازہ میں صرف ایک طرف سلام پھیرنا ہی مسنون ہے، چنانچہ شیخ زبیر علی زئی اپنی کتاب فتاویٰ علمیہ میں رقمطراز ہیں:

”جنازے کے علاوہ عام نمازوں میں دونوں طرف سلام پھیرنا مسنون ہے۔[57]

شیخ زبیر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں صرف ایک طرف سلام پھیرنا چاہیے دونوں طرف سلام پھیرنا مسنون نہیں یعنی بدعت ہے (نعوذ باللہ) لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: «خِلَالٌ كَانَ يَفْعَلُهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - تَرَكَهُنَّ النَّاسُ: إِحْدَاهُنَّ تَسْلِيمُ الْإِمَامِ فِي الْجِنَازَةِ مِثْلَ تَسْلِيمِهِ فِي الصَّلَاةِ» .[58](۴۳)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کچھ کام ایسے ہیں جو نبی اکرم ﷺ کیا کرتے تھے، اور لوگوں نے انہیں ترک کر دیا ہے، ان میں سے ایک کام امام کا نماز جنازہ میں اس طرح سلام پھیرنا ہے، جس طرح وہ عام نمازوں میں سلام پھیرتا ہے۔

إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ، قَالَ: أَمَّنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى عَلَى جِنَازَةِ ابْنَتِهِ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا، فَمَكَثَ سَاعَةً حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُكَبِّرُ خَمْسًا، ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ , فَلَمَّا انْصَرَفَ، قُلْنَا لَهُ: مَا هَذَا؟ قَالَ: "

إِنِّي لَا أَزِيدُكُمْ عَلَى مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ " , أَوْ " هَكَذَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "[59](۴۴)

ابراہیم ہجری کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کا جنازہ پڑھایا اور اس پر چار تکبیریں کہیں ، پھر تھوڑی دیر ٹھہر گئے یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ پانچویں تکبیر کہیں گے۔ پھر دائیں بائیں طرف سلام پھیرا، سلام کے بعد ہم نے عرض کی، یہ کیا ہے؟ فرمایا: میں نے جو رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے وہ ہی کیا ہے۔

شیخ زبیر نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنے کو مسنون نہیں مانتے جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنے پر عمل ہے۔ بلکہ وہ فرما رہے ہیں کہ نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنا یہ سنت رسول ﷺ ہے۔

خلاصہ بحث:

نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں ہے، البتہ دعا کے طور پر اس کو پڑھا جاسکتا ہے، اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی اکثریت کا معمول یہ رہا ہے کہ آپ ﷺ سے جو دعائیں انہوں نے نماز جنازہ میں سنی ہیں ان کو پڑھا کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام نے اس کی بھی وضاحت کی ہے کہ نماز جنازہ میں کسی ایک دعا کا پڑھنا بھی لازمی نہیں، بلکہ اللہ کی حمد، نبی ﷺ پر درود اور میت کی بخشش کے لئے جو مناسب لگے دعا مانگنا اور نماز جنازہ کے آخر میں دونوں طرف سلام پھیرنا۔

رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہمانے، تیس صحابہ نے نماز جنازہ میں کسی خاص چیز کو مقرر نہیں کیا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں قراءت نہیں کرتے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں ابتداء اللہ کریم کی حمد اور پھر رسول اللہ ﷺ پر درود اور میت کے لئے دعا کرتے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کا طریقہ بتایا کہ: جب جنازہ رکھا جاتا ہے تو میں پہلے تکبیر پڑھ کر اللہ کی حمد کرتا ہوں، پھر نبی ﷺ پر درود پڑھتا ہوں اور پھر میت کے لئے دعا کرتا ہوں۔

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں کوئی مخصوص دعا یا قراءت فرض نہیں۔ بلکہ پہلی تکبیر کے بعد اللہ کریم کی حمد، دوسری تکبیر کے بعد نبی ﷺ پر درود اور تیسری تکبیر کے بعد میت کے دعا اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام اور سلام کے بعد دعا جو کہ مستحب ہے۔

حوالہ جات

[1] النساء۴:۸۷

[2] الطور۵۲:۳۴

[3] عتر، نور الدین، الدکتور: منہج النقد، دمشق: دار الفکر،۱۹۷۹ء، ص:۲۷

[4] محمد:۴۷:۳۳

[5] النساء۴:۶۴

[6] ندیم ظہیر، حافظ: اشاعۃ الحدیث لاہور: مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۴۰ھ، ص۲۵

[7] ایضا ص۳۷

[8] الاحزاب۳۳:۲۱/۱النساء۴:۸۰

[9] بیہقی، احمد بن حسین: مناقب الشافعی، قاہرہ: دار التراث، س ن، ۱/۴۷۴

[10] بیہقی، مناقب الشافعی، ۱/۴۸۳

[11] ابن جوزی، عبد الرحمٰن بن علی: مناقب احمد، بیروت: دار ھجر،، ۱۴۰۹ھ، ص۱۸۲

[12] حاکم، ابو عبد اللہ، محمد بن عبد اللہ، نیشاپوری: المستدرک، مکہ مکرمہ: مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع،، س ن، ۱/۳۱۹،

[13] ملا علی قاری: مرقاۃ،، ملتان: مطبوعہ مکتبہ امدادیہ،، ۱۳۹۰ھ، ۲/۹۸

[14] ابن حزم، علی بن احمد، ظاہری: الاحکام فی اصول الاحکام،، بیروت: دار آفاق الجدیدۃ، س ن، ص۵۴

[15] ابن قیم، محمد بن ابی بکر، جوزیہ: اعلام الموقعین عن رب العٰلمین،، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۱ء، ۱/۲۶

[16] زئی، زبیر، حافظ: ہدیۃ المسلمین، لاہور: مکتبہ اسلامیہ،، ۲۰۱۷ء، ص۱۰۷

[17] بخاری، محمد بن اسمٰعیل، ابو عبد اللہ: الصحیح البخاری، ریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹ء، رقم الحدیث:۱۳۳۳

[18] بخاری، محمد بن اسمٰعیل، ابو عبد اللہ: الصحیح البخاری، رقم الحدیث:۱۳۳۴

[19] القشیری، مسلم بن حجاج: صحیح مسلم، ریاض: دارا السلام للنشر والتوزیع،، ۲۰۰۰ء، رقم الحدیث:۲۲۰۷

[20] ایضا: رقم الحدیث:۲۲۰۷

[21] نسائی، احمد بن شعیب، ابو عبد الرحمٰن: سنن النسائی، ریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، ۲۰۰۹ء، رقم الحدیث:۱۹۷۱

[22] ایضا: رقم الحدیث:۱۹۷۲

[23] القشیری، مسلم بن حجاج: صحیح مسلم، رقم الحدیث:۲۲۱۵

[24] ایضا: رقم الحدیث:۲۲۱۱

[25] ھیثمی، علی بن ابی بکر، نورالدین، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، قاہرہ: مکتبۃ القدسی، ۱۹۳۴ء، رقم الحدیث:۴۱۹۱

[26] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سجستانی: سنن ابی داؤد، الریاض: دارالسلام للنشر والتوزیع، ۲۰۰۹ء، رقم الحدیث:۳۲۰۲

[27] ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ: جامع الترمذی، الریاض: دارالسلام للنشر والتوزیع، ۲۰۰۹ء، رقم الحدیث:۱۰۲۴

[28] حاکم، محمد بن عبداللہ، ابوعبداللہ: المستدرک علی الصحیحین، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۰ء، رقم الحدیث:۱۳۲۸

[29] بیہقی، احمد بن حسین: السنن الکبریٰ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۳ء، رقم الحدیث:۶۹۶۲

[30] بیھقی، سنن الکبریٰ للبیھقی:۶۹۷۴

[31] مسلم: رقم الحدیث:۲۲۳۲

[32] ابوداود: رقم الحدیث:۳۱۹۹

[33] مالک، مالک بن انس: الموطا، موسسۃ زید بن سلطان، امارات، ۲۰۰۴ء، رقم الحدیث:۷۷۵

[34] ابن ابی شیبہ، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد: کتاب المصنف فی الاحادیث والآثار، ریاض: مکتبۃ الرشید، ۱۴۰۹ھ، رقم الحدیث:۱۱۳۷۶

[35] مالک، مالک بن انس، موطا: رقم الحدیث:۷۷۷

[36] ابن ابی شیبہ، کتاب المصنف فی احادیث والآثار، ۱۱۴۰۷

[37] ھیثمی، علی بن ابی بکر، نورالدین، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، قاہرہ: مکتبۃ القدسی، ۱۹۳۴ء، رقم الحدیث:۴۱۵۳

[38] ابن ابی شیبہ، کتاب المصنف فی الاحادیث والآثار:۱۱۳۶۷

[39] ایضا:۱۱۳۶۸

[40] ایضا:۱۱۴۰۸

[41] ابوداود: رقم الحدیث:۳۱۹۹

[42] بخاری: رقم الحدیث:۱۳۳۵

[43] ابن بطال، أبو الحسن علي بن خلف بن عبدالملك: شرح صحيح البخاری لابن بطال السعودية: مكتبة الرشد - ، الرياض، ۱۴۲۳ھ، ۳/۳۱۷

[44] محدث دھلوی، عبدالحق، شیخ: اشعۃ اللمعات، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، س ن ۱/۶۸۶

[45] سیالکوٹی، محمد ابراہیم: تاریخ اہل حدیث، سرگودھا: مکتبۃ الرحمٰن السلفیہ، س ن، ص ۴۷۴

[46] احسان الٰہی ظہیر: ہفت روزہ، الاعتصام، لاہور، ۵ مارچ ۱۹۵۴ء، ص ۱۹

[47] ترمذی، محمد بن عیسیٰ: جامع الترمذی بیروت: دارالغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء، رقم الحدیث:۲۶۷۶

48 ۔ مسلم:۱۷۰۷

49 عسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی: النکت علی مقدمہ ابن صلاح، عمادۃ البحث العلمی، مدینہ، ۱۹۸۴ء، ۱/ ۵۲۱

50 عسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی: شرح نخبۃ الفکر، عمادۃ البحث العلمی، مدینہ، ۱۹۸۴ء، ۱/ ۱۱۶

51 سخاوی، محمد بن عبد الرحمٰن، شمس الدین: فتح المغیث، مکتبۃ السنہ، مصر، ۲۰۰۳ء، ۱/ ۱۴۲

52 ابن ترکمانی، علی بن عثمان، ماردینی: الجوہر النقی، دارہ تالیف اشرفیہ، ملتان، س ن، ۴/ ۱۳۸

53 ابن حزم، علی بن حزم، ابو محمد: الاحکام فی اصول الاحکام، ضیاء السنہ ادارۃ الترجمہ، والتالیفات، فیصل آباد، ۱۴۰۴ھ، ۱/ ۲۷

54 ۔ ابن حزم: الاحکام فی اصول الاحکام، ۲/ ۲۷

55 بخاری: رقم الحدیث:۷۵۶

56 بخاری: رقم الحدیث:۷۵۶

57 زئی، زبیر، حافظ: فتاویٰ علمیہ، لاہور: مکتبہ اسلامیہ، ۲۰۱۰ء، ۲/ ۹۴

58 ھیثمی: مجمع الزوائد:۱۷/ ۴

59 بیہقی: السنن الکبریٰ:۶۹۸۸